

171943-چالیس دن سے قبل اسقاط حمل کا حکم

سوال

میری اہلیہ امید سے ہیں اور بتدائی ہفتوں میں ہیں، ہمارے دو بیٹے ہیں جو کہ ابھی بہت چھوٹے ہیں، ایک کی عمر 18 ماہ اور دوسرے کی عمر 7 ماہ ہے، تو کیا میری اہلیہ کے لیے خاندانی منصوبہ بندی کے لیے اسقاط حمل کی گنجائش ہے یا نہیں؟ کیونکہ بچے بہت چھوٹے ہیں۔

پسندیدہ جواب

فقہائے کرام کے ہاں چالیس دن سے قبل اسقاط حمل سے متعلق مختلف آرا ہیں، چنانچہ اخاف، شافعی اور کچھ حنبلی فقہائے کرام اس کے جائز ہونے کے قائل ہیں، جیسے کہ ابن ہمام رحمہ اللہ "فتح القدر" (3/401) میں لکھتے ہیں:

"کیا حمل ٹھہرنے کے بعد اسقاط جائز ہے؟ اس وقت تک جائز ہے جب تک جنین میں اعضا ظاہر نہ ہوتے ہوں، پھر متعدد جگہوں پر اہل علم کا کہنا ہے کہ، اعضا 120 دن سے قبل ظاہر نہیں ہوتے۔ ان کی اس بات کا تقاضا ہے کہ انہوں نے اعضا بننے سے مراد روح پھونکنے کا مرحلہ لیا ہے، وگرنہ تو یہ بات غلط ہوگی؛ کیونکہ یہ بات تو مشاہدے میں آچکی ہے کہ اعضا اس سے کہیں پہلے بنا شروع ہو جاتے ہیں۔" ختم شد

ایسے ہی علامہ ربلی رحمہ اللہ "نہایہ المحتاج" (8/443) میں لکھتے ہیں:

"راجح موقف یہ ہے کہ روح پھونکنے کے بعد مطلق طور پر اسقاط حرام ہے جبکہ روح پھونکنے کے بعد سے پہلے اسقاط حمل جائز ہے۔"

حاشیہ قلبی (4/160) میں ہے کہ:

"روح پھونکنے کے بعد سے قبل اسقاط حمل جائز ہے، چاہے اس کے لیے دوا کا استعمال کرنا پڑے، تاہم یہ موقف غزالی کے موقف سے متضاد ہے۔"

جبکہ علامہ مرداوی "الإصناف" (1/386) میں لکھتے ہیں:

"لفظہ کو ساقط کرنے کے لیے دوا پینا جائز ہے۔ ابن الجوزی رحمہ اللہ "احکام النساء" میں لکھتے ہیں: دوا پینا حرام ہے۔ جبکہ الفروع میں ہے کہ: ابن عقیل کی الفنون میں گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں بھی روح پھونکنے کے بعد سے قبل اسقاط جائز ہے، انہوں نے مزید کہا کہ: اس کی معقول وجہ بھی ہے۔" ختم شد

جبکہ مالکی فقہائے کرام مطلق طور پر اسقاط حمل کو ناجائز لکھتے ہیں، یہی موقف کچھ اخاف، حنبلی اور شافعی فقہائے کرام کا بھی ہے، جیسے کہ:

علامہ درویر رحمہ اللہ "الشرح الکبیر" (2/266) میں لکھتے ہیں:

"رحم مادر میں حمل کے مراحل میں داخل ہو جانے والی منی کو باہر نکالنا جائز نہیں ہے چاہے 40 دن سے قبل کے مراحل ہی کیوں نہ ہوں، لیکن جب اس میں روح پھونک دی گئی تو اس کے اسقاط کے حرام ہونے پر اجماع ہے۔"

جبکہ بعض فقہائے کرام عذر کی حالت میں اسقاط حمل کو جائز سمجھتے ہیں، مزید کے لیے آپ "الموسوعۃ الفقہیۃ الكويتیۃ" (2/57) کا مطالعہ کریں۔

سپریم علماء کونسل کے اجلاس میں یہ بیانہ جاری کیا گیا کہ :

- 1- حمل کے مختلف مراحل میں اسقاط حمل جائز نہیں ہے، البتہ شرعی عذر اور نہایت محدود صورتوں میں اس کے جواز کی گنجائش ہے۔
 - 2- اگر حمل ابتدائی مراحل یعنی چالیس دن سے قبل کا مرحلہ ہو اور اسقاط حمل کی شرعی وجہ ہو یا حقیقی نقصان کا خاتمہ کرنا ہو تو جواز کی گنجائش ہے۔ تاہم اگر اسقاط حمل صرف اس لیے کروایا جائے کہ بچوں کی تربیت کا مسئلہ آئے گا، ان کی تعلیم اور معاشی حالت دگرگوں ہو جائے گی، یا ان کا مستقبل نہیں بن پائے گا، یا جو بچے ہیں وہی کافی ہیں مزید کی ضرورت نہیں تو پھر اسقاط حمل جائز نہیں ہے۔ "ختم شد
- الفتاویٰ الجامعہ (3/1055)

اسی طرح دائمی فتویٰ کمیٹی کے فتاویٰ (21/450) میں ہے کہ :

"بنیادی طور پر اصولی بات یہی ہے کہ کسی بھی مرحلے میں شرعی عذر کے بغیر اسقاط حمل جائز نہیں ہے، چنانچہ اگر حمل ابھی حالت نطفہ ہے، یعنی 40 دن یا اس سے کم کا ہے، اور اسقاط حمل کی شرعی مصلحت بھی ہے، یا حمل کی وجہ سے ماں کو پہنچنے والے ممکنہ نقصان سے بچانا مقصود ہے تو ایسی صورت میں اسقاط حمل جائز ہے، تاہم اس نقصان میں بچوں کی تربیت کے لیے اٹھائی جانے والی مشقت شامل نہیں ہے، یا ان کے اخراجات، تعلیم و تربیت، یا محدود تعداد میں بچوں پر اکتفا کرنا بھی شامل نہیں ہے؛ کیونکہ یہ غیر شرعی عذر ہیں۔

لیکن اگر حمل 40 دن سے زیادہ کا ہو گیا ہے تو پھر اسے اسقاط کرنا حرام ہے؛ کیونکہ چالیس دن کے بعد نطفہ، علقہ کے مرحلے میں داخل ہو جاتا ہے جس میں انسان کے اعضا کی تخلیق شروع ہو جاتی ہے، اس لیے اس مرحلے پر پہنچنے کے بعد اسقاط حمل جائز نہیں ہے، تاہم اس کے کوئی معتد طبی کونسل یہ فیصلہ کرے کہ حمل جاری رہنے سے ماں کی زندگی کو خطرہ ہے، اگر حمل جاری رہے تو ماں کی زندگی خطرے میں جاسکتی ہے۔ "ختم شد

ظاہر یہی ہوتا ہے کہ چالیس دن سے قبل اسقاط حمل جائز ہے لیکن اس وقت جب اس کی کوئی ضرورت ہو، انہی ضرورتوں میں سوال میں مذکور کیفیت بھی ہے؛ کیونکہ اتنے تھوڑے سے عرصے میں اوپر نیچے تین حمل ہونے سے ماں کے لیے شدید مشقت اور جسمانی کمزوری ہوگی، جس سے امکان ہے کہ بچے کی صحت پر بھی منفی اثرات پڑیں گے، اور ایسا بھی ممکن ہے کہ والدہ اپنے چھوٹے چھوٹے تین بچوں کو سنبھال ہی نہ سکے۔

واللہ اعلم